# تعلیمی مقاصد کے لئے تصویر

خالد سیف اللہ رحمانی

اسلامک فاؤنڈیشن ٹورنٹو (کناڈا) نے یکم تا ۳؍مئی ۲۰۰۹ء کو ''فقہ اسلامی کانفرنس'' رکھی تھی، جس میں مغربی ممالک کو درپیش متعدد مسائل کے بارے میں سوالات کئے گئے تھے، ان میں ایک ''تعلیمی مقاصد کے لئے تصویر'' بھی شامل تھے، اس شمارہ میں اس موضوع سے متعلق جوابات شامل ہیں، آئندہ بعض اور موضوعات کے جوابات بھی شامل اشاعت ہوں گے، انشاء اللہ۔ (رحمانی)

تعلیمی مقاصد کے لئے تصویر کشی کے موضوع پر غور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے نفسِ تصویر سے متعلق کتاب وسنت کی تصریحات اور ان کی روشنی میں فقہاء کے اجتہادات کو پیش کر دیا جائے، (اس سلسلے میں راقم الحروف نے اپنی تالیف ''حلال وحرام'' ص: ۲۲۰-۲۲۹ میں جو کچھ لکھا ہے، اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے) :

## تصویر

تصویر اور صورت گری کی ایک صورت ''مجسمہ سازی'' ہے، جس کو عام طور پر ''تمثال'' یا ''صنم'' کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، دوسری صورت منقوش تصویر کی ہے، جیسے کپڑوں، دیواروں کاغذ پر نقش، اس کی ترقی یافتہ صورت موجودہ عکسی تصویر (فوٹو گرافی) ہے— قرآن مجید کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی اُمتوں میں تصویر کی یہ دونوں صورتیں جائز تھیں، چنانچہ نبی وقت سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے جنات ان کے لئے مجسمے بنایا کرتے تھے: ''يَعْمَلُوْنَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ''۔(۱)

لیکن چوں کہ یہ مجسمہ سازی اور تصویر سازی مختلف اقوام میں بتدریج شرک کا باعث بنتی رہی ہے، پیغمبر اسلام ﷺ جن کی بعثت شریعت کی تکمیل، عقیدۂ توحید کے قیامت تک کے لئے غلبہ واظہار اور دین حقیقی کو ہر طرح کی تحریف وتصحیف سے محفوظ رکھنے کے لئے وجود پذیر ہوئی تھی، نے ضروری جانا کہ اس چور دروازہ کو بند کر دیا جائے؛

(۱) السبا ء:۱۳۔

تا کہ اس اُمت میں فتنہ در نہ آسکے، اس لئے اس اُمت میں اس کو حرام کردیا گیا؛ چنانچہ فی الجملہ اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ؛ البتہ بعض تفصیلات میں اختلاف ہے۔

تصویر کے سلسلے میں سب سے پہلے ہم کو احادیث پر نظر کرنی چاہئے ؛ کیوں کہ تصویر کے متعلق احادیث میں بظاہر اختلاف وتعارض محسوس ہوتا ہے۔

## بے جان تصویریں

۱- بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً تصویر حرام ہے، جاندار کی ہو یا بے جان اشیاء کی، —— حضرت ابوزرعہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کے ایک گھر گئے تو گھر کے بالائی حصہ میں ایک تصویر پر نظر پڑی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا کی طرح تخلیق کرنے لگے، وہ ایک دانہ اور ذرہ کی تخلیق کر کے ہی بتائے؟(۱)

یہاں ''حبہ'' اور ''ذرہ'' کے لفظ میں اشارہ ہے کہ خدا کی کسی بھی مخلوق کی، خواہ جاندار ہو یا بے جان، تصویر بنائی جائز نہیں ؛ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مایۂ ناز شاگرد امام مجاہدؒ کی طرف منسوب ہے کہ وہ پھل دار درخت کی تصویر بنانے کو بھی منع فرماتے تھے۔(۲)

## جاندار کی تصویر

۲- بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جاندار اور ذی روح کی تصویریں ممنوع ہیں، بے جان اشیاء کی تصویروں میں مضائقہ نہیں ؛ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ جو تصویر بنائے گا، اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کو عذاب دے گا ؛ جب تک کہ وہ روح نہ پھونک دے، اور ظاہر ہے کہ انسان روح نہ پھونک سکے گا: **''حتی ینفخ فیہ الروح ولیس بنافخ ابداً''**۔(۳)

تاہم روایت کے لب ولہجہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر ذی روح کی تصویر بنانے اور اس کو ذریعہ معاش بنانا بھی کچھ پسندیدہ امر نہیں ؛ چنانچہ آگے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر تم اس سے باز آنے کو تیار نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ درخت اور بے روح چیزوں کی تصویر پر اکتفا کرو **''إن أبیت إلا أن تصنع فعلیک بھذا الشجر وکل شئ لیس فیہ روح''**۔(۴)

---

(۱) بخاری عن ابی ہریرہؓ، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ: ۸۸۰/۲۔ (۲) فتح الباری: ۴۰۹/۱۰۔

(۳) بخاری: ۲۹۶/۱، باب بیع التصاویر التی لیس فیہا روح۔ (۴) شرح مسلم: ۱۹۹/۲۔

اسی طرح متعدد روایات ہیں جو مطلقاً ذی روح کی تصویر کو ناجائز قرار دیتی ہیں ؛ چنانچہ فقہاء کی ایک بڑی جماعت نے جاندار کی تصویر کو مطلقاً اور بہر صورت حرام قرار دیا ہے، اس سلسلے میں امام نووی کی وضاحت خصوصیت سے قابل ذکر ہے، فرماتے ہیں :

**وقال اصحابنا وغيرهم من العلماء : تصوير صورة الحيوان شديد التحريم وهو الكبائر ۔ (۱)**

ہمارے اصحاب اور دوسرے اہل علم کا کہنا ہے کہ حیوان کی تصویر شدید حد تک حرام ہے اور کبائر میں سے ہے۔

## تصویریں بطریق احترام

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جاندار کی تصویریں بھی اس وقت حرام ہیں جب کہ لٹکی ہوئی ہوں، بلند مقام پر ہوں اور اس طرح رکھی گئی ہوں کہ تصویر کی تعظیم کا احساس ہوتا ہو؛ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ :

**كان في بيتي ثوب فيه تصاوير فجعلته إلى سهوة في البيت ، فكان النبي يصلي اليه ، فقال : يا عائشة ! أخريه عني ، قالت : فنزعته فجعلته وسائد ۔ (۲)**

میرے گھر میں کپڑا تھا، جس میں تصویریں تھیں، میں نے اسے طاق میں رکھ دیا، حضور ﷺ اس کی طرف نماز پڑھنے لگے پھر ارشاد فرمایا: اے عائشہ! اس کو مجھ سے دور کردو، پس میں نے اس کو اُتار کر تکیہ بنا دیا۔

ایک اور روایت ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے ایک مصور پردہ کے حجرۂ اقدس میں موجودگی کی وجہ سے آنے سے انکار کردیا اور آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ان تصویروں کے سر کاٹ دیں یا اس کو فرش بنا دیں ''**فإما أن تقطع رؤسها أو تجعل بساطاً يوطأ** ''(۳) چنانچہ کتب حدیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اور اجلۂ تابعین نے مصور تکئے استعمال کئے ہیں۔

---

(۱) شرح نووی علی مسلم: ۳۰۰/۲۔

(۲) نسائی عن ابی ہریرہؓ، باب التصاویر: ۳۰۰/۲۔

(۳) نسائی عن ابی ہریرہؓ، باب التصاویر: ۳۰۱/۲۔

فقہاء اور سلف صالحین کی ایک بڑی جماعت اسی کی قائل رہی ہے، شارح بخاری علامہ عینیؒ رقم طراز ہیں :

**وخالف الآخرون هٰؤلاء المذكورين وهم النخعي والثوري وابوحنيفة ومالك والشافعي واحمد في رواية ، وقالوا : إذا كانت الصور على البسط والفرش التي توطأ بها الأقدام فلا باس بها ، وأما إذا كانت على الثياب والستائر ونحوهما فإنها تحرم ـــ وقال ابو عمر ذكر ابن القاسم قال : كان مالك يكره التماثيل في الاسرة والقباب ، واما البسط والوسائد والثياب فلا باس به ۔ (۱)**

دوسرے لوگوں نے ان مذکورہ حضرات سے اختلاف کیا ہے اور وہ نخعی، ثوری، ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور ایک روایت کے مطابق احمد ہیں، ان حضرات نے کہا کہ تصویریں بستروں اور فروش پر ہوں، جو پاؤں سے روندے جاتے ہوں تو کوئی حرج نہیں، کپڑے، پردے وغیرہ پر ہوں تو حرام ہیں، ابوعمر ابن قاسم کے حوالہ سے امام مالک سے ناقل ہیں کہ آپ تخت اور گنبدوں پر تصویریں مکروہ سمجھتے تھے، فروش وتکیوں اور کپڑوں پر نہیں۔

ابن عابدین شامیؒ ـــ متاخرین میں جن کا پایۂ علمی محتاج اظہار نہیں ـــ صاحب ہدایہ سے نقل کرتے ہیں :

**ولو كانت الصورة على وسادة ملقاة أو على بساط مفروش لا يكره لأنها تداس وتوطأ ۔ (۲)**

پڑے ہوئے تکئے یا بچھے ہوئے بستر پر تصویر ہو تو مکروہ نہیں کہ اسے روندا جاتا ہے۔

پھر آگے وضاحت کرتے ہیں کہ دراصل دو صورتوں میں تصویر کی کراہت ہے، ایک اس وقت جب اس کی تعظیم کی صورت اختیار کی جائے، دوسرے اس وقت جب غیر مسلموں سے تشبہ پیدا ہو جائے، جیسے نماز کے وقت سامنے کھڑی کر کے تصویر رکھنا، یا ایسی تصویریں جن کی غیر مسلم پرستش کرتے ہیں :

**الذي يظهر من كلامهم أن العلة إما التعظيم أو التشبه ۔ (۳)**

ان کے کلام سے یہ بات ظاہر ہے کہ اصل علت تصویر کی تعظیم یا تشبہ ہے۔

---

(۱) عمدۃ القاری: ۱۲/۴۰۔

(۲) ردالمحتار: ۱/۴۳۵۔

(۳) ردالمحتار: ۴۳۶۔

جو حضرات فرش وغیرہ کی تصویر کو درست کہتے ہیں، ان کے پاس —— جیسا کہ ذکر کیا گیا —— متعدد روایات اور آثار موجود ہیں، جن میں بعض نہایت واضح اور سند کے اعتبار سے بھی قوی ہیں، مثلاً: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناقل ہیں کہ ان کا ایک پردہ تھا، جس پر پرندہ کی تصویر تھی، آپ ﷺ جب تشریف لاتے تو اس کا سامنا ہوتا، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے ہٹادو "حولی هذا" کہ میں جب داخل ہوتا ہوں اور نظر پڑتی ہے تو دنیا یاد آتی ہے۔(۱)

اب دیکھئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً آپ ﷺ نے منع ہی نہیں فرمایا پھر منع کیا تو دنیا یاد آنے کو علت قرار دیا، پھر صرف ہٹانے کا حکم دیا، نہ پھاڑنے کا اور نہ تصویر کو مسخ کرنے کا؛ بلکہ ایک سند میں صراحت ہے کہ آپ نے قطع کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔(۲)

تاہم جو لوگ ایسی تصویروں کو بھی منع کرتے ہیں، ان کے حق میں بھی بعض صریح حدیثیں موجود ہیں، مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں اپنی غلطی سے بارگاہ خداوندی میں تائب ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ گدا کس کے لئے ہے؟ عرض کناں ہوئیں: اس لئے کہ آپ ﷺ تشریف رکھیں اور اس کا تکیہ لیں، فرمایا: ان تصویر والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا۔(۳)

## بے سایہ تصویریں

۴- بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مجسمے یعنی سایہ دار تصویریں حرام ہیں، وہ تصویریں جو کپڑے وغیرہ پر منقش ہوں، ممنوع نہیں ہیں، بسر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ زید بن خالد بیمار ہوئے، ہم عیادت کے لئے گئے تو دروازہ پر ایسا پردہ پایا، جس میں تصویر تھی، میں نے عبداللہ خولانی سے دریافت کیا کہ اس سے پہلے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے تصویروں کی ممانعت کی بابت نقل کیا تھا، عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت زید رضی اللہ عنہ کا فقرہ نہیں سنا تھا کہ اس سے وہ تصویر مستثنیٰ ہے جو کپڑے پر نقش ہو "إلا رقماً في ثوب"(۴) اس مضمون کی ایک روایت حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیمار تھے، آپ نے ایک شخص کو بلایا کہ گدا نکال دے، حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے وجہ دریافت کی، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس میں تصویریں ہیں، سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے نہیں فرمایا: وہ تصویریں ممنوع نہیں جو کپڑے پر نقش ہوں؟ "إلا ما كان رقما في ثوب" جواب دیا: ہاں، مگر دل کو یہی بھاتا ہے "ولكنه اطيب لنفسي"۔(۵)

(۱) مسلم: ۲/۲۰۰۔ (۲) حوالۂ سابق، فلم يأمرنا رسول الله۔

(۳) بخاری من كره القعود على الصور: ۲/۸۰-۸۱، نیز دیکھئے: مسلم: ۲/۲۰۱۔

(۴) بخاری مع الفتح: ۱۰/۳۲۰۔

(۵) ترمذی نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے: ہذا حدیث حسن صحیح: ۱/۲۰۸، باب ماجاء في الصورة۔

اسی بنا پر سلف صالحین ہی کے زمانہ سے ایک گروہ ایسی تصویر کی حرمت کا قائل رہا ہے جو سایہ دار ہو یعنی مجسمے ، بے سایہ تصویریں جیسے کاغذی تصویریں ان کے نزدیک جائز ہیں، عینی کا بیان ہے ’’**وقال قوم إنما كره من ذلك ماله ظل ولا ظل له فليس به بأس**‘‘(۱) امام نووی نے بھی ایک جماعت علماء سے ایسی تصویروں کا جواز نقل کیا ہے،(۲) اور اسی بنا پر قاضی عیاض نے صرف سایہ دار تصویر یعنی مجسمہ کی حرمت پر اجماع و اتفاق نقل کیا ہے اور اس سے بھی گڑیا کو مستثنیٰ رکھا ہے ’’**وقال عياض وأجمعوا على منع ماكان له ظل**‘‘۔(۳)

شیخ عبدالرحمٰن جزیریؒ مالکیہ کا مسلک ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں :

> **ثانيها : أن تكون مجسدة سواء كانت ماخوذة من مادة تبقى كالخشب والحديد والعجين والسكر أولا كقشر البطيخ ...... أما اذا لم تكن مجسدة كصورة الحيوان والإنسان التى ترسم على الورق والثياب والحيطان والسقف ففيها خلاف ...... أربعها : أن يكون لها ظل ، فان كانت مجسدة ولكن لا ظل لها بان بنيت فى الحائط ولم يظهر منها سوى شئ لا ظل له فإنها لا تحرم ۔**
>
> تصویر کے حرام ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ مجسم ہو، چاہے وہ باقی رہنے والے مادہ جیسے لکڑی، لوہا، گوندھا ہوا آٹا اور شکر سے بنی ہو یا ناپائدار مادہ مثلاً خربوزے کے چھلکے سے بنی ہو...... اگر حیوان اور انسان کی صورت کی طرح مجسم تصویر نہ ہو؛ بلکہ کپڑے، کاغذ، دیوار اور چھت پر نقش کیا جاتا ہے اس طرح کی تصویر ہو تو اس میں اختلاف ہے...... تصویر کے حرام ہونے کی چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ سایہ دار بھی ہو، اگر وہ مجسمہ کی شکل ہو؛ لیکن سایہ دار نہ ہو مثلاً دیوار میں اس طرح بنائی گئی ہو کہ اس کا سایہ نہ بن پاتا ہو تو وہ حرام نہیں۔

## مشرکانہ تصویریں

اسی طرح بعض روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ممانعت کی اصل وجہ یہ ہے کہ تصویر بتدریج آدمی کو شرک تک پہنچا دیتی ہے ، حضور اکرم ﷺ کے سامنے جب بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے حبش کے گرجاؤں کی خوبصورتی اور تصویروں کا ذکر کیا تو آپ کو ناگواری ہوئی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

---

(۱) عمدۃ القاری:۱۲/۴۰۔ (۲) شرح مسلم:۱۹۹/۲۰۔ (۳) عمدۃ القاری:۱۲/۴۰۔

**أولئک إذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجد أثم صوّروا فیه تلک الصور ، أولئک شرار خلق اللہ ۔ (۱)**

ان میں سے جب کسی نیک شخص کی موت ہوتی تھی تو اس کی قبر پر مسجد بنادیتے تھے، پھر اس میں تصویریں بنادیتے تھے، یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔

اسی بناپر آپ ﷺ جس چیز میں ''صلیب'' پاتے اسے گھر میں نہیں رہنے دیتے: ''**کان لا یترک فی بیته شیئاً فیه صلیب**''۔(۲)

چنانچہ شامی کا بیان ہے :

**والظاھر انه یلحق به الصلیب وان لم یکن تمثال ذی روح لان فیه تشبھا بالنصاریٰ ۔ (۳)**

ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم صلیب کا ہوگا؛ اگرچہ اس میں جاندار کا مجسمہ نہ ہو؛ کیوں کہ اس میں نصاریٰ سے مشابہت ہے۔

اس کا تقاضا ہے کہ ذی روح ہوں یا غیر ذی روح، دیوار میں آویزاں ہوں یا نہ ہوں اور بڑی ہوں یا چھوٹی، جن تصویروں کی کسی قوم اور طبقہ میں پرستش ہوتی ہو، وہ حرام ہوں گی۔

## بعض اور احکام

یہ حکم تو نمایاں تصاویر سے متعلق ہے، چھوٹی تصویریں جو بے تکلف پہچان میں آتی ہوں، جائز ہیں ''**ولو کانت صغیرۃ بحیث لا تبدو للناظر الا بتأمل لا یکرہ**'' (۴) خزانۃ الروایات سے نقل کیا گیا ہے کہ پرندہ کی مقدار میں جو تصویر ہو وہ مکروہ ہوگی، اس سے چھوٹی تصویر مکروہ نہ ہوگی ''**ان کانت مقدار طیر مکروہ وان کانت اصغر فلا**'' (۵) سرکٹی تصویریں بھی جائز ہیں، یہی حکم ایسی تصویر کا ہے جس کا کوئی عضو محو کر دیا گیا ہو کہ اس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا ''**او محوۃ عضو لا تعیش بدونه**''۔(۶)

---

(۱) باب بناء المسجد علی القبر ، بخاری:۱/۱۷۹،مسلم عائشہؓ۔

(۲) نسائی ، کتاب اللباس عن عائشہؓ۔

(۳) ردالمحتار:۱/۴۳۵۔

(۴) ہندیہ:۱/۱۰۷۔

(۵) ردالمحتار:۱/۴۳۷۔ (۶) درمختار علی الرد:۱/۴۳۷۔

## خلاصہ یہ ہے کہ :

۱- مجسمے جو سایہ دار ہوں ان کی حرمت پر اجماع ہے؛ جیسا کہ قاضی عیاضؒ نے نقل کیا ہے۔

۲- غیر ذی روح کی تصویریں جائز ہیں؛ بہ شرطیکہ کوئی قوم اس کی پرستش نہ کرتی ہو۔

۳- چھوٹی تصویریں ذی روح کی بھی جائز ہیں، جیسے روپے اور انگوٹھی وغیرہ کی تصویریں؛ البتہ چھوٹی اور بڑی کی تحدید میں اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک بڑی وہ ہے جو بے تکلف پہچان میں آجائے اور بعضوں کے نزدیک وہ جو پرندہ سے کم حجم کی ہو۔

۴- ذی روح کی بڑی بے سایہ تصویروں کے سلسلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، سلف صالحین کی ایک جماعت اور خصوصیت سے فقہاء مالکیہ کا ایک طبقہ اس کے جواز کا قائل ہے جب کہ اکثر فقہاء اس کو ناجائز کہتے ہیں۔

۵- جو لوگ ذی روح کی تصویروں کو ناجائز قرار دیتے ہیں، ان میں بھی بعض بہر صورت اس کو منع کرتے ہیں؛ لیکن اکثر فقہاء کی رائے ہے کہ یہ ممانعت اس وقت ہے جب کہ اس کو بطریق احترام رکھا جائے، فرش، کپڑے اور تکیہ میں ایسی تصویر ہو تو مضائقہ نہیں۔

۶- ضرورتاً مثلاً پاسپورٹ، شناختی کارڈ، بس وریلوے پاس، مجرموں کی شناخت کے لئے تصویروں کی حفاظت یا کسی بڑی قومی مصلحت کے تحت تصویر کشی جائز ہوگی کہ دشواریوں کی وجہ سے احکامِ شرع میں سہولت پیدا ہوجاتی ہے ''**المشقة تجلب التيسير**''۔

۷- جو تصویریں ناجائز ہیں، ان کا کھینچنا اور کھچوانا دونوں ناجائز ہے اور ایسی تصویر کشی کا پیشہ بھی درست نہیں۔

## ڈیجیٹل تصویریں

آج کل تصویر کی ایک نئی صورت الکٹرانک تصویروں کی ہے، جو اپنی مکمل صورت میں پہلے سے موجود نہیں ہوتی؛ بلکہ جب بھی تحریک کی جاتی ہے، اس وقت الکٹرانک ذرات حرکت میں آتے ہیں اور ایک نقش کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، ان میں ثبات اور ٹھہراؤ نہیں ہوتا ہے، کیا ایسے نقوش پر تصویر کا اطلاق ہوگا؟ اس سلسلے میں دو نقاطِ نظر پائے جاتے ہیں: ایک یہ کہ یہ بھی تصویر میں شامل ہے، عام طور پر برصغیر کے علماء کا رجحان اسی طرف ہے، دوسرا نقطۂ نظر اس کے برخلاف ہے کہ یہ نقوش تصویر میں شامل نہیں ہیں، اس نقطۂ نظر کے حاملین میں مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد سالم قاسمی مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند، مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ بانی اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، مفتی محمد تقی عثمانی مفتی دارالعلوم کراچی اور بہت سے علماء اور عالم عرب

کے بیشتر علماء اور اصحابِ نظر شامل ہیں۔

جن حضرات نے ان نقوش کو تصویر مانا ہے، ان کی نظر تصویر کے مقاصد پر ہے کہ جیسے تصویروں کا مقصد صورتوں کی شناخت اور اس کی مثال کا پیش کرنا ہوتا ہے، یہ مقصد ان ڈیجیٹل نقوش سے بھی حاصل ہو جاتا ہے —— اور جن حضرات نے اسے تصویر نہیں مانا ہے، ان کی نگاہ تصویر کی حقیقت پر ہے کہ تصویر ایسے نقش کو کہتے ہیں، جو ثابت اور پائیدار ہو، یہ نقوش چوں کہ ناپائیدار ہیں؛ اس لئے یہ عکس کے مماثل ہیں، جس میں ٹھہراؤ نہیں ہوتا، بہر حال دونوں نقاطِ نظر کے لئے شرعی بنیادیں موجود ہیں، اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے۔

## خلاصۂ بحث

ان احکام کی روشنی میں جو سوالات اس کانفرنس کے لئے کئے گئے ہیں، ان کے جوابات اس طرح ہیں :

(الف) چوں کہ ڈیجیٹل تصویروں کے سلسلے میں علماء اور اربابِ افتاء کے درمیان اختلاف ہے اور ایک حد تک اس کی گنجائش نکلتی ہے؛ اس لئے ایسے پروگراموں کی سی ڈی تیار کی جا سکتی ہے، جس میں بالغ اور قریب البلوغ لڑکیوں کی ایسی تصویریں نہ ہوں، جن میں چہرہ یا دوسرے اعضاء نظر آتے ہوں، اور یہ بھی ضروری ہے کہ انھیں کاغذ یا کپڑے پر نقش نہ کیا جائے؛ کیوں کہ جمہور کے نزدیک تصویر کی یہ صورت جائز نہیں۔

(ب) بچوں کے لئے ذی روح کی تصویر بنانا جائز نہیں، مسلمان انتظامیہ کو اپنے اسکولوں میں ضرور اس پر عمل کرنا چاہئے؛ البتہ اگر غیر مسلم انتظامیہ ہو اور وہ مسلمان طلبہ وطالبات کو بھی تصویر بنانے پر مجبور کرتے ہوں، تو دو باتوں کی گنجائش ہے :

۱- اتنی چھوٹی تصویر ہو کہ اگر اسے زمین پر رکھ دیا جائے اور دیکھنے والے کھڑے ہو کر دیکھیں، تو اس کے الگ الگ اعضاء واضح نہ ہو سکیں؛ چنانچہ علامہ علاء الدین حصکفی فرماتے ہیں :

**أو كانت صغيرة ، لا تتبين تفاصيل أعضائها للناظر قائما وهى على الارض ذكره الحلبى ۔ (۱)**

بعض حضرات نے چھوٹی تصویر کا معیار یہ مقرر کیا ہے کہ وہ پرندے سے چھوٹی ہو :

**لكن فى الخزانة : أن كانت الصورة مقدار طير يكره وإن كانت أصغر فلا ۔ (۲)**

۲- مکمل تصویر نہ ہو؛ بلکہ سر یا کوئی ایسا عضو کٹا ہوا ہو کہ اس کے بغیر ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا :

**أو مقطوعة الرأس أو الوجه ممحوة عضو لا تعيش بدونه ۔ (۳)**

(۱) الدر المختار مع الرد: ۲/۴۱۸۔ (۲) ردالمحتار: ۲/۴۱۸۔ (۳) الدر المختار مع الرد: ۲/۴۱۸۔

نیز فقہاء حنابلہ میں علامہ مرداوی فرماتے ہیں :

**لو أزيل من الصورة مالا تبقى معه الحياة معه الحياة ، زالت الكراهة على الصحيح من المذهب ، نص عليه ، وقيل : الكراهة باقية ۔ (۱)**

اگر تصویر سے ایسے حصہ کو نکال دیا جائے ،جس کے بغیر زندگی باقی نہیں رہ سکتی تو مذہب کے قول صحیح کے مطابق کراہت ختم ہوجائے گی ، امام احمد نے اس کی تصریح کی ہے اور ایک قول ہے کہ کراہت باقی رہے گی ۔

لیکن یہ حکم بہر حال آخری درجہ کی مجبوری میں ہے، ورنہ صحیح یہی ہے کہ ذی روح کی تصویر بنانے سے بچوں کو باز رکھا جائے ۔

(ج) جب عام تصویروں ہی کی حرمت ہے، تو مستور اعضاء کی حرمت تو بدرجۂ اولیٰ ہوگی ؛ کیوں کہ اس میں بے حیائی کا پہلو بھی ہے ؛ البتہ میڈیکل تعلیم کے لئے ایسی تصویروں کے ذریعہ سمجھانے یا تصویر بنانے کی ضرورت پیش آئے ، تو استثنائی طور پر اس کی اجازت ہوسکتی ہے ؛ کیوں کہ یہ ایک ضرورت ہے، جیسا کہ فقہاء نے علاج کے لئے مستور اعضاء کو بھی دیکھنے کی اجازت دی ہے، چنانچہ علاء الدین حصکفی فرماتے ہیں :

**قال في الجوهرة : إذا كان المرض سائر بدنها غير الفرج يجوز النظر إليه عند الدواء ؛ لأنه موضع ضرورة وإن كان في موضع الفرج ، فينبغي أن يعلّم إمرأة تداويها ، فإن لم توجد وخافوا عليها أن تهلك أو يصيبها وجع لا تحتمله يستر منها كل شئ إلا موضع العلة ، ثم يداويها الرجل ويغض بصره ما استطاع إلا عن موضع الجرح ۔ (۲)**

جوہرہ میں ہے کہ جب شرمگاہ کے علاوہ عورت کے بدن کے کسی حصہ میں بیماری ہوتو علاج کے وقت اس کا دیکھنا جائز ہے؛ اس لئے کہ یہ ضرورت کا موقع ہے اور اگر شرمگاہ میں بیماری ہوتو مناسب ہے کہ کسی عورت کو علاج کا طریقہ سکھائے ، پس اگر کوئی عورت نہ ملے اور مریضہ کے ہلاک ہوجانے یا ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا ہوجانے کا اندیشہ ہو، تو بیماری کی جگہ کے سوا پورے بدن کو چھپالے، تب مرد معالج اس کا علاج کرے اور زخم کی جگہ کے علاوہ ممکن حد تک نگاہ کو پست رکھنے کی کوشش کرے ۔

---

(۱) الإنصاف مع المقنع والشرح الكبير:۳/۲۵۷۔

(۲) ردالمحتار:۹/۴۵۱-۴۵۲۔

اسی طرح علامہ دردیر مالکی فرماتے ہیں :

**ویجب ستر العورة عمن یحرم النظر الیها من غیر الزوجة والأمة إلا لضرورة ، فلا یحرم بل قد یجب ، وإذا کشف للضرورة فبقدرها ، کالطبیب یبقر له الثوب علی قدر موضع العلة فی نحو الفرج ، إن تعین النظر وإلا فیکتفی بوصف النساء إذا نظر هن للفرج اخف من الرجل ۔ (۱)**

جس کی طرف دیکھنا حرام ہو، باندی اور بیوی کے علاوہ، تو اس کے حصۂ ستر کو چھپانا واجب ہے، سوائے اس کے کہ کوئی ضرورت ہو، ضرورت ہو تو ستر کھولنا حرام نہیں ہوگا؛ بلکہ ایسا کرنا واجب ہوگا، اور جب ضرورتاً حصہ ستر کھولے، تو بقدر ضرورت ہی کھولے، جیسے طبیب شرمگاہ وغیرہ بیماری کی جگہ کی حد تک ہی کپڑا ہٹائے، ورنہ وہ عورت کے واسطے سے استفسار حال پر ہی اکتفا کرے؛ اس لئے کہ عورتوں کا کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا مرد کے دیکھنے کے مقابلے کمتر ہے۔

فقہ شافعی کی معروف کتاب ''مغنی المحتاج'' میں ہے :

**...... وأما عند الحاجة فالنظر والمس مباحان لفصد وحجامة علاج ولو فی الفرج للحاجة الملجئة إلی ذلک ، لأن فی التحریم حینئذ حرجاً ، فللرجل مداواة المرأة وعکسه ، ولیکن ذلک بحضرة محرم أو زوج أو إمرأة ثقة ۔ (۲)**

......اور بہر حال حاجت کے وقت، تو دیکھنا اور چھونا جائز ہے، فاسد خون نکالنے، پچھنا لگانے اور علاج کے لئے، اگر چہ کسی ضرورت کی بنا پر شرمگاہ کو دیکھنا پڑے؛ اس لئے کہ اس وقت اس کو حرام قرار دینے میں حرج ہے، پس (ان حالات میں) مرد کے لئے عورت کا علاج کرنا اور عورت کے لئے مرد کا علاج کرنا درست ہوگا؛ البتہ ایسا محرم یا شوہر یا کسی معتبر عورت کی موجودگی میں ہونا چاہئے۔

بوقت ضرورت از راہ علاج مستور اعضاء کو دیکھنے کی دلیل وہ روایت ہو سکتی ہے، جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حاطب بن بلتعہ کی باندی سے کہا تھا :

(۱) الشرح الصغیر: ۴/۳۶۷۔ (۲) مغنی المحتاج: ۳/۱۳۳۔

**لتخرجن الكتاب أو لنلقين الثياب ۔ (۱)**

تم خط نکالو، ورنہ ہم تمہارے کپڑے اُتار دیں گے۔

پس جیسے علاج کے لئے مستور اعضاء کو دیکھنے کی اجازت ہے، اسی طرح علاج کی تعلیم بھی اسی قدر ضروری ہے اور اس مقصد کے لئے مستور اعضاء کی تصویر کا بنانا یا دیکھنا جو عین عضو کے دیکھنے سے بہر حال کمتر ہے، کو بھی جائز ہونا چاہئے، اس کے علاوہ کسی اور صورت میں مستور اعضاء کی تصویر دیکھنا یا اس کا بنانا جائز نہیں۔

---

(۱) بخاری، کتاب الجہاد، باب الجاسوس، حدیث نمبر: ۳۰۰۷۔